

# کوئی کوئی بات

جواد شیخ

نستعلیق مطبوعات

F-3 الفیروز سنتر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور  
0300-4489310 / 0331-4489310

E-mail: *nastalique786@gmail.com*

## ملنے کے پتے

ماوراء پبلشرز، دی مال، لاہور  
مکتبہ تعمیر انسانیت، غرفی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور  
ڈھاپلی کیشنز، الحمد مارکیٹ، اردو بازار، لاہور  
خزینہ علم و ادب، اکرمیم مارکیٹ اردو بازار، لاہور  
بک ہوم، بک اسٹریٹ، صفائی والہ چوک، لاہور  
ٹیکی بک پونکٹ، نوید اسکواڑ اردو بازار، کراچی  
توکل الکریمی، اردو بازار، کراچی  
الاطاف بک ڈپو، لیاقت سٹریٹ نمبر 3 پشاور صدر  
سعید بک بنک جناح پر مارکیٹ، اسلام آباد  
اشرف بک ایجنسی کمپنی چوک، راولپنڈی  
بیکن بکس، گلگشت کالونی، ملتان  
کارروائی بک منڈر، سراجی چوک، بہاولپور  
بنگش بک ڈپو، اردو بازار، سیالکوٹ  
شع بک ایجنسی، بھوانہ بازار، فیصل آباد  
بک مارت بالمقابلِ دومن یونیورسٹی، مدینہ ناڈون، فیصل آباد  
فوجی گلکیسی کتاب میلہ، ریشم یار خاں  
الفتح نیوز ایجنسی، مہران مرکز، سکھر  
بک مارت، یونیورسٹی روڈ، سرگودھا  
بھیرہ بک ڈپو، بجلوال  
پنجاب بک منڈر، پاکستان چوک، گجرات  
ملک اللہ بخش نیوز ایجنسی، ٹریک چوک، ڈیرہ غازی خاں

## کوئی کوئی بات

جواد شیخ

# کوئی کوئی بات

نَوَالْقَلْمَ وَمَا يَسْطُرُونَ ۝

القرآن

جملہ حقوق بحق شاعر محفوظ ہیں

کوئی کوئی بات	نام کتاب
جواد شیخ	شاعر
حمداء میم	سرور ق
جنوری 2016	باراول
زرناب کپورنگ سنتر	کپورنگ
حاجی حنف پرنگ پریس، لاہور	طبع
300 روپے	قیمت
بیرون ملک 15 امریکی روپے	شاعر کا ای میل ایڈریس

[jawadsheikh@hotmail.com](mailto:jawadsheikh@hotmail.com)

جواد شیخ

## نستعلیق مطبوعات

F-3 الفیروز سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور  
0300-4489310 / 0331-4489310  
E-mail: [nastalique786@gmail.com](mailto:nastalique786@gmail.com)

## نستعلیق مطبوعات

F-3 الفیروز سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور  
0300-4489310 / 0331-4489310  
E-mail: [nastalique786@gmail.com](mailto:nastalique786@gmail.com)

O

حضور ! ہم وہ سیہ بخت ہیں پئے توبہ  
دعا کو ہاتھ اٹھائے نہیں گئے ہم سے

حضور ! آپ سے اُلفت کی بات اپنی جگہ  
مگر تقاضے نہجائے نہیں گئے ہم سے  
حضور ! اشکِ ندامت قبول کر لیجے  
عمل تو حیف ! کمائے نہیں گئے ہم سے

امی اور ابو  
کے نام

بس ایک آپ سے بہتر کوئی نہیں ورنہ  
کوئی کسی سے تو کوئی کسی سے بہتر ہے

44	زندگی ہے کہ سانس چلتی ہے	❖
46	اس سے پہلے کہ (نظم)	❖
48	وہ کس تلاش میں ہیں اور کہ کہ کو دیکھتے ہیں	❖
50	جو ہم پر گزری ترے دھیان سے گزرتے ہوئے	❖
51	یہ وہم جانے میرے دل سے کیوں نکل نہیں رہا	❖
52	خوشی کو دیکھتا ہوں، خوشی محسوس ہوتی ہے	❖
54	باعثِ خامشی نہ بن جائے	❖
56	کس قدر تباخ ہوا جاتا ہوں	❖
59	ہم بھی ہوتے اتنے اچھے	❖
60	میری کہانی (نظم)	❖
62	کثیر المقادير (نظم)	❖
64	عید کادن ہے (نظم)	❖
66	جنے دنیا میں آنا پڑ گیا ہے	❖
68	میں چاہتا ہوں کہ دل میں ترا خیال نہ ہو	❖
70	مرا جنون تری آگئی سے بہتر ہے	❖
72	راو فکر پر یوں تو اکثر جانا پڑتا ہے	❖
74	بنی بنائی ہوئی راہ پر نہیں چلتے	❖
76	چمن اس طور سے بکھرا ہوا ہے	❖
78	تجھے سے پچھرے تری ضرورت میں (ذریجون)	❖
80	سبھی کو ضبط کا یار نہیں ہوا کرتا	❖

13

15

18

20

22

24

26

28

30

32

34

36

38

40

42

## فہرست

❖	ایک تصویر کہ اول نہیں دیکھی جاتی
❖	ٹوٹنے پر کوئی آئے تو پھر ایساٹوٹے
❖	نہیں کہ پند و نصیحت کا قحط پڑ گیا ہے
❖	مرے حواس پر حادی رہی کوئی کوئی بات
❖	کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے؟
❖	کرے گا کیا کوئی میرے لگے سڑے آنسو
❖	نہ سہی عیش، گزارہی سہی
❖	غم جہاں سے میں اکتا گیا تو کیا ہو گا؟
❖	ادھر یہ حال کہ چھوٹے کا اختیار نہیں
❖	نہیں ایسا بھی کہ یکسر نہیں رہنے والا
❖	عشق نے جب بھی کسی دل پر حکومت کی ہے
❖	اُس نے کوئی تودم پڑھا ہوا ہے
❖	وفا رسht کرے اور دل گداز کرے
❖	جہاں کم نما (نظم)
❖	ہزار صحراء تھے میں یار کیا کرتا

❖ کسی بھی حال میں ہو معتمر ہی لگتا ہے	82
❖ جیسے اک آپ ہی ٹھہرے ہیں زالے دل کے	84
❖ رات جوں جوں قریب آنے لگی	86
❖ خود کو الجھائے چلا جاتا ہے سمجھانے میں	88
❖ اپنے خلاف اس کا طرف دار میں بھی ہوں	90
❖ الیہ (نظم)	92
❖ ہزارو سو سے خود پر سوار کرتے ہوئے	95
❖ غریب شہر کو بیدار کرنے والا ہوں	96
❖ کبھی نہ دل سے مرے فکرِ نارساٰی گئی	98
❖ عشق میں حس قدر چلا جائے	100
❖ کچھ نہ باقی رہا، گیا سب کچھ	102
❖ وقت کے سارے تقاضوں پر بہت سوچا ہے	104
❖ ایک بُس تو ہی نہیں، اور بھی تھے	106
❖ ماں اپنے بیٹے کو الوداع کرتے ہوئے (نظم)	108
❖ جلوگ سارے غموں سے نجات چاہتے ہیں	111
❖ کنکش (نظم)	112
❖ زندگی! میں نے کہہ دیا، میں بُس	114
❖ وہ پہلے بھی کسی سے کم نہیں تھا	116
❖ یوں نہ ہو (نظم)	118
❖ یونہی تو یہ بے کلی نہیں ہے	119

120	❖ ہے مرگ ناگہانی کی ضرورت	82
121	❖ اُمید کا اک لمحہ (نظم)	84
123	❖ ہر طرف دیکھتا ہوں آئینے	86
124	❖ جوانی کے جو چاردن تھے ہے	88
125	❖ انہاک (نظم)	90
128	❖ مجھے نوازدے	92
129	❖ ریت کی طرح پھسلتے ہوئے محسوس کیا	95
131	❖ جو سوچنا تھا وہ سوچا نہیں گیا مجھ سے	96
133	❖ محبت یہ قیمت ادا کر رہی ہے	98
135	❖ میں شب و روز پوچھتا ہوں جسے	100
136	❖ چمن رہے قائم (نظم)	102
138	❖ مری ساعت کی تاب کو آزمراہا ہے	104
140	❖ یہ سفر مکن نہیں ہوتا کسی ابہام پر	106
142	❖ یہ اچانک مجھے ہوا کیا ہے	108
144	❖ شور مرے اندر کا بڑھنے لگتا ہے	111
146	❖ اب کوئی بات ہی نہ کی جائے	112
148	❖ مرے جنوں کو ہے اب روزگار غم کی تلاش	114
150	❖ گلمہ تجھ سے تراکرتا رہوں گا	116
152	❖ میری نظر وہ سے نظر سب نے ملا رکھی ہے	118
154	❖ سنو، ہر شخص کے لائق یہ داغ دل نہیں ہوتا	119

156	ربط رکھانے رابطہ کوئی
158	اُس کا ہونے سے ڈر رہا ہوں میں
160	روبر و اُس کے بھلا پاسِ انکون کرے
161	روح تک تو آچکی ہے پھیل کر یہ تیرگی
162	اور کیا ہے خود آگئی یعنی
163	ادای حد سے بڑھتی جا رہی ہے
164	اک میجاد میں اتراء، میری تہائی گئی
165	نجاں دی اشنازی
166	قطعات
175	متفرق اشعار

سمنے اک وہی صورت نہیں رہتی اکثر  
جو کبھی آنکھ سے اوچل نہیں دیکھی جاتی

میں نے اک عمر سے بٹوے میں سنبھالی ہوئی ہے  
وہی تصویر جو اک پل نہیں دیکھی جاتی

اب مرا دھیان کہیں اور چلا جاتا ہے  
اب کوئی فلم مکمل نہیں دیکھی جاتی

اک مقام ایسا بھی آتا ہے سفر میں جواد  
سامنے ہو بھی تو دلدل نہیں دیکھی جاتی



ایک تصویر کہ اول نہیں دیکھی جاتی  
دیکھ بھی لوں تو مسلسل نہیں دیکھی جاتی

دیکھی جاتی ہے محبت میں ہر اک جنشِ دل  
صرف سانسوں کی ریہر سل نہیں دیکھی جاتی

اک تو ویسے بڑی تاریک ہے خواہش نگری  
پھر طویل اتنی کہ پیدل نہیں دیکھی جاتی

ایسا کچھ ہے بھی نہیں جس سے تجھے بہلاؤں  
یہ اُداسی بھی مسلسل نہیں دیکھی جاتی

کوئی نگڑا تری آنکھوں میں نہ چھجھ جائے کہیں  
دُور ہو جا کہ مرے خواب کا شیشہ ٹوٹے

میں کسی اور کو سوچوں تو مجھے ہوش آئے  
میں کسی اور کو دیکھوں تو یہ نشہ ٹوٹے

رنج ہوتا ہے تو ایسا کہ بتائے نہ بنے  
جب کسی اپنے کے باعث کوئی اپنا ٹوٹے  
پاس بیٹھے ہوئے یاروں کو خبر تک نہ ہوئی  
ہم کسی بات پہ اس درج انوکھا ٹوٹے  
اتنی جلدی تو سنبلنے کی توقع نہ کرو !!  
وقت ہی کتنا ہوا ہے مرا سپنا ٹوٹے



ٹوٹنے پر کوئی آئے تو پھر ایسا ٹوٹے  
کہ جسے دیکھ کے ہر دیکھنے والا ٹوٹے  
تو اسے کس کے بھروسے پہنیں کات رہی  
چرخ کو دیکھنے والی !! ترا چرخہ ٹوٹے  
اپنے بکھرے ہوئے نکڑوں کو سمیٹے کب تک؟  
ایک انسان کی خاطر کوئی کتنا ٹوٹے؟؟

داد کی بھیک نہ مانگ !! اے مرے اچھے شاعر!  
جا تجھے میری دعا ہے ترا کاسہ ٹوٹے

ورنہ کب تک لیے پھر تارہوں اس کو جواد  
کوئی صورت ہو کہ امید سے رشتہ ٹوٹے

○  
نبیں کہ پند و نصیحت کا قحط پڑ گیا ہے  
ہماری بات میں برکت<sup>☆</sup> کا قحط پڑ گیا ہے

تو پھر یہ رِد مناجات کی نخوست کیوں  
کبھی سُنا کہ عبادت کا قحط پڑ گیا ہے؟

ملاں یہ ہے کہ اس پر کوئی ملول نبیں  
ہمارے شہر میں حیرت کا قحط پڑ گیا ہے

سُخن کا کھوکھلا ہونا سمجھ سے باہر تھا  
کھلا کہ حرف کی حرمت کا قحط پڑ گیا ہے

----- ☆ -----  
☆ برکت، دانت استعمال

کہیں کہیں نظر آئے تو آئے مصروفہ تر  
نہیں تو شعر میں لذت کا قحط پڑ گیا ہے

مگر اب ایسی بھی کوئی اندر گمری نہیں  
یہ ٹھیک ہے کہ محبت کا قحط پڑ گیا ہے

نصیب دل کو بھلا کب رہی فراوانی  
اور اب تو ویسے بھی مدت کا قحط پڑ گیا ہے

نہیں میں صرف بظاہر نہیں ہوا ویران  
دروں ذات بھی شدت کا قحط پڑ گیا ہے

کہاں گئیں مرے گاؤں کی رونقیں جواد  
تو کیا یہاں بھی روایت کا قحط پڑ گیا ہے

مرے حواس پہ حاوی رہی کوئی کوئی بات  
کہ زندگی سے سوا خاص تھی کوئی کوئی بات

یہ اور بات کہ محسوس تک نہ ہونے دوں  
جکڑ سی لیتی ہے دل کو تری کوئی کوئی بات

کوئی بھی تجھ سا مجھے ہو بہو کہیں نہ ملا  
کسی کسی میں اگرچہ ملی کوئی کوئی بات

خوشی ہوئی کہ ملاقات رائیگاں نہ گئی  
اُسے بھی میری طرح یاد تھی کوئی کوئی بات



بدن میں زہر کے مانند پھیل جاتی ہے  
دلوں میں خوف سے سہمی ہوئی کوئی کوئی بات

کبھی سمجھ نہیں پائے کہ اس میں کیا ہے مگر  
چلی تو ایسے کہ بس چل پڑی کوئی کوئی بات

وضاحتوں میں اُلٹھ کر یہی کھلا جواد  
ضروری ہے کہ رہے آن کہی کوئی کوئی بات

کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے?  
پھر سارے کا سارا کیسے ہو سکتا ہے؟

ثجھ سے جب مل کر بھی اداسی کم نہیں ہوتی  
تیرے بغیر گزارا کیسے ہو سکتا ہے؟

کیسے کسی کی یاد ہمیں زندہ رکھتی ہے?  
ایک خیال سہارا کیسے ہو سکتا ہے؟

یار ہوا سے کیسے آگ بھڑک اٹھتی ہے?  
لفظ کوئی انگارا کیسے ہو سکتا ہے؟



کون زمانے بھر کی ٹھوکریں کھا کر خوش ہے؟  
درد کسی کو پیارا کیسے ہو سکتا ہے؟

ہم بھی کیسے ایک ہی شخص کے ہو کر رہ جائیں؟  
وہ بھی صرف ہمارا کیسے ہو سکتا ہے؟

کیسے ہو سکتا ہے جو کچھ بھی میں چاہوں؟  
بول نا میرے یارا کیسے ہو سکتا ہے؟

کرے گا کیا کوئی میرے گلے سڑے آنسو  
تو کیوں نہ سوکھ ہی جائیں پڑے پڑے آنسو

جو یاد آئیں تو دل غم سے پھٹنے لگتا ہے  
کسی عزیز کی پلکوں میں وہ جڑے آنسو

ہوا میں اپنی تھی دامنی سے شرمندہ  
کسی کی آنکھوں میں تھے یہ بڑے بڑے آنسو

خزاں میں پتے بھی ایسے کہاں جھڑے ہوں گے  
ہماری آنکھوں سے جوں ہجر میں جھڑے آنسو



میں اس خیال سے جاتے ہوئے اُسے نہ ملا  
کہ روک لیں نہ کہیں سامنے کھڑے آنسو

کسی نے ایک طرف مر کے بھی گلہ نہ کیا  
کسی نے دیکھتے ہی دیکھتے گھڑے آنسو

مہارت ایسی کہ بس دیکھتے ہی رہ جاؤ  
نکالتا ہے کوئی یوں کھڑے کھڑے آنسو

تمہیں کہا نا کہ بس ہو گئے جدا ہم لوگ  
اکھڑتے ہو میاں کس لیے گڑے آنسو

مگر جو ضبط نے طوفان کھڑے کیے اب کے !!  
تمام عمر بھایا کیے بڑے آنسو

عجب گداز طبیعت ہے آپ کی جواد  
ذرا سی بات ہوئی اور چھلک پڑے آنسو

## O

نہ سہی عیش، گزارا ہی سہی  
یعنی گر تو نہیں دنیا ہی سہی

چھوڑیے کچھ تو مرا بھی مجھ میں  
خون کا آخری قطرہ ہی سہی

غور تو کیجئے مری باتوں پر  
عمر میں آپ سے چھوٹا ہی سہی

رنج ہم نے بھی جدا پائے ہیں  
آپ کیتا ہیں تو کیتا ہی سہی

میں براہوں توہوں اب کیا کیجے  
کوئی اچھا ہے تو اچھا ہی سہی

کس کو سینے سے لگاؤں ترے بعد  
جاتے جاتے کوئی دھوکا ہی سہی

کر کچھ ایسا کہ تجھے یاد رکھوں  
بُھول جانے کا تقاضا ہی سہی

تم پہ کب روک تھی چلتے جاتے  
میری سوچوں پہ تو پہرہ ہی سہی

وہ کسی طور نہ ہو گا میرا  
چلو ایسا ہے تو ایسا ہی سہی

نُرخ کرنے لگی ہر شے جواد  
یاد کا رنگ سنہرا ہی سہی

غمِ جہاں سے میں اُستا گیا تو کیا ہو گا؟  
خود اپنی فکر میں گھلنے لگا تو کیا ہو گا؟

یہ ناگزیر ہے اُمید کی نمو کے لیے  
گزرتا وقت کہیں تھم گیا تو کیا ہو گا؟

یہی بہت ہے کہ ہم کو سکوں سے جینے دے  
کسی کے ہاتھوں ہمارا بھکلا تو کیا ہو گا

یہ لوگ میری خوشی پہ مجھ سے نالاں ہیں  
کوئی یہ پوچھے میں گویا ہوا تو کیا ہو گا



میں اس لیے بھی بہت مختلف ہوں لوگوں سے  
وہ سوچتے ہیں کہ ایسا ہوا تو کیا ہو گا

جنوں کی راہ عجب ہے کہ پاؤں دھرنے کو  
زمین تک بھی نہیں نقش پا تو کیا ہو گا

یہ ایک خوف بھی میری خوشی میں شامل ہے  
تراء بھی دھیان اگر ہٹ گیا تو کیا ہو گا

جو ہو رہا ہے وہ ہوتا چلا گیا تو پھر؟  
جو ہونے کو ہے وہی ہو گیا تو کیا ہو گا؟

ادھر یہ حال کہ چھونے کا اختیار نہیں  
اُدھر وہ حسن کہ آنکھوں پہ اعتبار نہیں

میں اب کسی کی بھی اُمید توڑ سکتا ہوں  
مجھے کسی پہ بھی اب کوئی اعتبار نہیں

تم اپنی حالت غربت کا غم مناتے ہو  
خدا کا شکر کرو مجھ سے بے دیار نہیں

میں سوچتا ہوں کہ وہ بھی دُکھی نہ ہو جائے  
یہ داستان کوئی ایسی خوشگوار نہیں



تو کیا یقین دلانے سے مان جاؤ گے?  
یقین دلاؤں کہ یہ ہجر دل پہ بار نہیں

قدم قدم پہ نئی ٹھوکریں ہیں راہوں میں  
دیارِ عشق میں کوئی بھی کامگار نہیں

پھی سکون مری بے کلی نہ بن جائے  
کہ زندگی میں کوئی وجد انتظار نہیں

خدا کے بارے میں اک دن ضرور سوچیں گے  
ابھی تو خود سے تعلق بھی اُستوار نہیں

گلہ تو مجھ سے وہ کرتا ہے اس طرح جواد  
کہ جیسے میں تو جدائی میں سوگوار نہیں

نہیں ایسا بھی کہ یکسر نہیں رہنے والا  
دل میں یہ شور برابر نہیں رہنے والا

جس طرح خامشی لفظوں میں ڈھلی جاتی ہے  
اس میں تاثیر کا غصر نہیں رہنے والا

اب یہ کس شکل میں ظاہر ہو، خدا ہی جانے  
رنج ایسا ہے کہ اندر نہیں رہنے والا

میں اُسے چھوڑنا چاہوں بھی تو کیسے چھوڑوں؟  
وہ کسی اور کا ہو کر نہیں رہنے والا



غور سے دیکھ آن آنکھوں میں نظر آتا ہے  
وہ سمندر جو سمندر نہیں رہنے والا

جم وہ کرنے کا سوچا ہے کہ بس اب کی بار  
کوئی الزام مرے سر نہیں رہنے والا

میں نے حالانکہ بہت وقت گزارا ہے یہاں  
اب میں اس شہر میں پل بھر نہیں رہنے والا

مصلحت لفظ پہ دو حرف نہ بھیجوں جواد  
جب مرے ساتھ مقدر نہیں رہنے والا

عشق نے جب بھی کسی دل پہ حکومت کی ہے  
تو اُسے درد کی معراج عنایت کی ہے

اپنی تائید پہ خود عقل بھی جیران ہوئی  
دل نے ایسے مرے خوابوں کی حمایت کی ہے

شہر احساس تری یاد سے روشن کر کے  
میں نے ہر گھر میں ترے ذکر کی جرأت کی ہے

مجھ کو لگتا ہے کہ انسان اُدھورا ہے ابھی  
تو نے دنیا میں اسے بھیج کے عجلت کی ہے



شہر کے تیرہ تریں گھر سے وہ خورشید ملا  
جس کی تنویر میں تاثیر قیامت کی ہے

سوچتا ہوں کہ میں ایسے میں کدھر کو جاؤں  
تیرا ملنا بھی کٹھن ، یاد بھی شدت کی ہے

اس طرح اوندھے پڑے ہیں یہ شکستہ جذبے  
جیسے اک وہم نے ان سب کی امامت کی ہے

یہ جو بکھری ہوئی لاشیں ہیں ورق پر جواد  
یہ مرے ضبط سے لفظوں نے بغوات کی ہے

O  
اُس نے کوئی تو دم پڑھا ہوا ہے  
جس نے دیکھا وہ پتلا ہوا ہے

اب ترے راستے سے نج نکلوں  
اک یہی راستہ بچا ہوا ہے

آؤ تقریب رونمائی کریں  
پاؤں میں ایک آبلہ ہوا ہے

پھر وہی بحث چھیڑ دیتے ہو  
انی مشکل سے رابطہ ہوا ہے

رات کی واردات مت پوچھو  
واقعی ایک واقعہ ہوا ہے

لگ رہا ہے یہ نرم لمحے سے  
پھر تجھے کوئی مسئلہ ہوا ہے

میں کہاں اور وہ فضیل کہاں  
فاصلے کا ہی فیصلہ ہوا ہے

اتنا مصروف ہو گیا ہوں کہ بس  
میربھی اک طرف پڑا ہوا ہے

آج کچھ بھی نہیں ہوا جو آد  
ہاں مگر ایک سانحہ ہوا ہے

والدین کے لیے (بیٹے کی پیدائش پر)

وفا سرِشت کرے اور دل گداز کرے  
مرا خدا ترے بیٹے کو پاکباز کرے

خدا کا عشق اسے انسانیت نواز کرے  
تمام عمر یہ پابندی نماز کرے

خدا کرے ترا بیٹا سلیم فطرت ہو  
ہوائے دھر سے حد درجہ احتراز کرے

اسے کلام میں تاثیر بھی ودیعت ہو  
لکھ تو ایسے کہ ہر لفظ خود پہ ناز کرے



جہان بھر کی نگاہوں میں معتبر ٹھہرے  
ہر امتحان میں خدا اس کو سرفراز کرے

خمیر میں ہو شجاعت ، ضمیر میں رفت  
خودی کو ہو بہو تصویرِ شاہباز کرے

خدا نصیب میں وہ آگھی کرے اس کے  
جو آگھی حق و باطل میں امتیاز کرے خدا کرے  
کہ تو نازاں ہو اپنے بیٹے پر  
خدا کرے ترا بیٹا بھی تجھ پہ ناز کرے

### جہانِ کم نما

ہزار ہار کا ویں !!

مرے خیال اور روشنی کے اُس جہانِ کم نما کے درمیاں

ہزار ہار کا ویں ہیں !!

روشنی کا وہ جہانِ کم نما

جو صل میں یقین کا جہان ہے

وہیں مری امان ہے

وہاں پہنچ سکا تو پھر خیال کا میاب ہے

جہاں حقائق تو کا ہر حجاب بے حجاب ہے

روشنی کا وہ جہانِ کم نما

کہ جس میں راز ہیں !!

مرے وجود اور مرے وجود سے جڑی یہ کائنات  
اور کائنات کے ہر ایک ذرے کی حقیقوں کے راز ہیں  
مگر رکاٹوں کے بھی تو اپنے جیتے جا گتے جواز ہیں !!

مجھے خبر ہے

اپنی منزل اور اپنے راستے کو جان لینا خود سے ایک بات ہے  
مگر یہ خوف بھی تو میرے ساتھ ہے  
اگر میں نار سار ہا؟؟؟  
اگر مرا خیال ان رکاٹوں کے دشتنے بے امام میں اپنی راہ سے  
بھٹک گیا؟؟؟

O

ہزار صحرائے رستے میں یار کیا کرتا  
جو چل پڑا تھا تو فکرِ غبار کیا کرتا  
کبھی جو ٹھیک سے خود کو سمجھنے میں پایا  
وہ دوسروں پر بھلا اعتبار کیا کرتا

چلو یہ مانا کہ انہمار بھی ضروری ہے  
سو ایک بار کیا، بار بار کیا کرتا  
اسی لیے تو در آئینہ بھی وانہ کیا  
جو سور ہے ہیں انہمیں ہوشیار کیا کرتا

زندگی ہے کہ سانس چلتی ہے  
ذکھ یہی ہے کہ سانس چلتی ہے  
ثمرمساری سے کیوں نہ مر جاؤں  
بات بھی ہے کہ سانس چلتی ہے  
تیرہ بختی میں بھی کہیں موجود  
روشنی ہے کہ سانس چلتی ہے  
آئینے بول !! مجھ میں کچھ زندہ  
واقعی ہے کہ سانس چلتی ہے

## O

وہ اپنے خواب کی تفسیر خود نہ کر پایا  
جہاں بھر پہ اُسے آشکار کیا کرتا

اگر وہ کرنے پہ آتا تو کچھ بھی کر جاتا  
یہ سوچ مت کہ اکیلا شرار کیا کرتا

سوائے یہ کہ وہ اپنے بھی ذمہ تازہ کرے  
مرے غموں پہ مرا غمگسار کیا کرتا

بس ایک پھول کی خاطر بہار مانگی تھی  
رُتوں سے ورنہ میں قول و قرار کیا کرتا

مرا لہو ہی کہانی کا رنگ تھا جواد  
کہانی کا رُسے رنگ دار کیا کرتا

اس سے پہلے کہ

اور کب تک رہیں اسیر اے دوست  
اب تغیر ہے ناگزیر اے دوست

اس سے پہلے کہ آس کھو جائے  
اس سے پہلے کہ جوش سو جائے

آرزو ہی پچی ہے دامن میں  
آرزو بھی تمام ہو جائے

ہم کہ صدیوں سے پتے آئے ہیں  
یہ عمل اور تیز ہو جائے

دوست! کیا اپنی زندگی کا سبب  
سانس ہی ہے؟ کہ سانس چلتی ہے؟

آپ لوگوں سے پوچھئے کہ انہیں  
یاد بھی ہے کہ سانس چلتی ہے؟؟

بس یہی سوچ سوچ کر مری سانس  
رُک چلی ہے کہ سانس چلتی ہے

اور کیا حال پوچھتے ہو مرا  
بس یہی ہے کہ سانس چلتی ہے

سُن لے جواد !! زندگی کی ہوس  
کہہ رہی ہے کہ سانس چلتی ہے

اس سے پہلے کہ صورتِ حالات  
اور ہنگامہ خیز ہو جائے

اس سے پہلے کہ ہم جو کہتے ہیں  
وقت بھاری ہے، اور بھاری ہو

اس سے پہلے کہ رات چھا جائے  
اس سے پہلے کہ خوف طاری ہو

وہ کس تلاش میں ہیں اور کدھر کو دیکھتے ہیں  
جو تجھ کو چھوڑ کے راہ ڈگر کو دیکھتے ہیں

پھر اس کے بعد ہمیں کچھ خبر نہیں رہتی  
جب اپنے دل میں کسی بے خبر کو دیکھتے ہیں

بڑا کٹھن ہے کسی غم کی پروردش کرنا  
تری گلی سے گزرتے ہیں، گھر کو دیکھتے ہیں

یہ کیسا موڑ ہمیں وقت نے دکھایا ہے  
کہ راہبر ہمیں، ہم راہبر کو دیکھتے ہیں



## O

جو ہم پے گزری ترے دھیان سے گزرتے ہوئے  
بدن سلگنے لگا ہے بیان کرتے ہوئے

جنوں پے بھاری پڑے گی یہ جسم و جاں کی تھکن  
خبر تھی دشتِ ضرورت میں پاؤں دھرتے ہوئے

ہمارے درد کو ہجرت نہ کرنی پڑ جائے  
ہمیں یہ دیکھنا پڑتا ہے آہ بھرتے ہوئے

وہ کیا کہے گا کہ یہ روز آنکھتا ہے  
خدا سے شرم سی آتی ہے بات کرتے ہوئے

یہ دھیان ہی نہیں آیا کبھی کہ زینہ عمر  
کہیں پے ختم بھی ہو جائے گا اُترتے ہوئے

وطن سے دور اُداسی نڈھال کرتی ہے  
کبھی جو خواب میں ہم اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

عجیب عالمِ وحشت ہے کیا کریں جواد  
کبھی سفر، کبھی زادِ سفر کو دیکھتے ہیں

O

یہ وہم جانے میرے دل سے کیوں نکل نہیں رہا  
کہ اُس کا بھی مری طرح سے جی سنجل نہیں رہا

O

خوشی کو دیکھ سکتا ہوں، خوشی محسوس ہوتی ہے  
مجھے پہلو میں تیرے زندگی محسوس ہوتی ہے  
جہاں تک ہو سکا، میں نے نہ چھوڑا ضبط کا دامن  
مگر شدت سے اب تیری کمی محسوس ہوتی ہے  
یہ میری آنکھ نے تاریکیوں سے فیض پایا ہے  
ذرا سی بھی کہیں ہو روشنی محسوس ہوتی ہے  
ترانظریں چڑالینا میں کیسے بھول سکتا ہوں؟  
کوئی بھی بات ہٹ کر ہو بڑی محسوس ہوتی ہے

کوئی ورق دکھا جو اشکِ خون سے ترتب نہ ہو  
کوئی غزل دکھا جہاں وہ داغ جل نہیں رہا  
میں ایک ہجر بے مراد جھیلتا ہوں رات دن  
جو ایسے صبر کی طرح ہے جس کا پھل نہیں رہا  
تو اب مرے تمام رنج مستقل رہیں گے کیا؟  
تو کیا تمہاری خامشی کا کوئی حل نہیں رہا؟  
کڑی مسافتوں نے کس کے پاؤں شلنہیں کیے؟  
کوئی دکھاؤ جو بچھڑ کے ہاتھ مل نہیں رہا!

خدا یا کس قیامت کی ترقی کر رہے ہیں ہم  
وہ محروم جو سوچوں میں نہ تھی، محسوس ہوتی ہے

کبھی آسان ہوتا ہے کڑے لفظوں کو سہہ جانا  
کبھی خاموش نظروں کی کہی محسوس ہوتی ہے

بتا سکتا ہوں میں صاحب تمہیں سمجھانیں سکتا  
کہ غربت میں ذرا سی بات بھی محسوس ہوتی ہے

باعثِ خامشی نہ بن جائے  
یہ خبر آخری نہ بن جائے

اُس کی خوبیوں ہے میری سانسوں میں  
وہ مری زندگی نہ بن جائے

یاد آ کر ٹھہر نہ جائے کہیں  
داغ پھر زخم ہی نہ بن جائے

میری ہر آرزو اُدھوری ہے  
جب تک آپ کی نہ بن جائے



اُس کی تعریف دھیان سے کرنا  
دیکھنا شاعری نہ بن جائے

خود کو پہچانتا نہیں ورنہ<sup>۔</sup>  
آدمی ، آدمی نہ بن جائے

پھر وہ احساس کیا ہوا جواد  
جو تری بے کلی نہ بن جائے

کس قدر تنخ ہوا جاتا ہوں  
بات کرتے ہوئے گھبرا تا ہوں

تیرہ بختی کی نہ پوچھو صاحب  
آنسوؤں تک کو ترس جاتا ہوں

جب ذرا ہوش میں آنے بھی لگوں  
پھر اُسے دھیان میں لے آتا ہوں

یہی رشتہ ہے مرا دنیا سے  
ٹھوکریں کھاتا ہوں، ٹھکراتا ہوں



نظر اندازی دنیا میں بھی  
نظر انداز کیے جاتا ہوں  
سوچتا ہوں یہ مشقت کب تک ؟  
سوچتے سوچتے سو جاتا ہوں  
اس کو آزاد نہ کر دوں جو آد ؟  
ایسا کرتا ہوں کہ مر جاتا ہوں

تو مجھے بھول چکا ہے شاید  
آ تجھے آئینہ ڈھلاتا ہوں  
پھر تری بات پہ کرتا ہوں یقین  
پھر ترے جھوٹ میں آ جاتا ہوں  
ہر فربی یہی کہتا ہے کہ دوست!  
میں وہی ہوں جو نظر آتا ہوں  
کیا کرے دل بھی کہ دل ہے آخر  
میں تو کتنا اُسے سمجھاتا ہوں  
وہی جو اُس نے کبھی کی ہی نہیں  
میں اُسی بات سے گھبراتا ہوں

ہم بھی ہوتے اتنے اچھے  
جنے دنیا والے اچھے

دل کی بات بتا کر سوچا  
چپ رہتے تو رہتے اچھے

پیار ہو جن سے وہ لگتے ہیں  
سب سے بہتر، سب سے اچھے

اُن کی دنیا میں اور تم ہیں  
مجھ سے میرے پسے اچھے

راہِ عشق پہ چلتے، صاحب  
تھک جاتے ہیں اچھے اچھے

**میری کہانی**  
یہی میری کہانی ہے !!  
تن تھا  
اسی بے مہدشت زندگانی میں  
روال ہوں میں نجانے کتنی صدیوں سے  
نجانے کتنی صدیوں تک ابھی  
پہم تھکن کے باوجود آگے ہی بڑھنا ہے  
سرابوں نے مرے اندر  
بنامِ آپ عمرِ جاوداں  
کوئی بڑا نگین زہر ایسا نہ یلا ہے  
کہ جیسے میں سرشتِ حستجوے منزلِ کامل کا پیکر ہوں !!

### کثیر المقادير

یہ مجھے کیا ہوا؟  
 میں جو تہائی سے اتنا گہر اشغف رکھنے والا تھا  
 اب اس سے ڈرنے لگا ہوں  
 بہت باقیں کرنے لگا ہوں اچانک !!  
 مری مسکراہٹ مجھے کھوکھلی اور بے جان لگتی ہے  
 مجھ میں کسی سے محبت یا نفرت کے بارگراں کو انٹھانے کی  
 ہمت نہیں ہے  
 کسی آنکھ کے سچے جذبات وارمان  
 اور اس کی اُمید و ایمان  
 مجھ کو پریشان کرتے ہیں  
 میں اپنے ماتھے پہنچنیں لیے

لہذا ب مرے آگے سرابوں کی قطاریں ہیں  
 تھکن کے باوجود ان سب کو پانا ہے  
 تھکن ایسی کہ سرتاسر مرا ہڑڑہ جاں  
 موت کو تر جیج دینا ہو  
 کہ ما یوسی میں بھی اک آس ہوتی ہے  
 یہاں وہ بھی نہیں  
 لیکن مجھے چلنا ہے  
 یونہی چلتے جانا ہے  
 یہی الفاظ ہیں لوح مقدّر پر  
 اور اس پر شرط بھی عائد ہے اک میری کہانی میں  
 تن تھا.....  
 اسی بے مہر دشت زندگانی میں

## عید کا دن ہے

عید کا دن ہے  
 میں نے سوچا  
 عید کا دن ہے  
 گھر میں بیٹھ کے کیا کرنا ہے  
 شہر کی رونق دیکھنے پلے  
 یوں بھی وحشت، بیزاری اور تنہائی تو  
 اب معمول کا حصہ ہیں  
 لیکن آج تو عید کا دن ہے  
 میں نے سوچا  
 عجب نہیں ہے آج یہ سب کچھ

وقت کی شندلہوں کے ہاتھوں بہے جارہا ہوں

بہے جارہا ہوں

کوئی سحر ایسا تھا جس کے اثر سے  
 مرے چاروں اطراف میں دُور تک  
 لفظ کی، آنکھ کی، بات کی اور خوشبو کی  
 ساری دعاوں کی تاثیر زائل سی ہونے لگی  
 پھر اسی طور سے رات دن کا مسلسل عمل  
 قرن ہا قرن سے یونہی چلتا چلا جا رہا ہے  
 اور اب آخر آخر یہی سوچ کر لب پہ شکوہ نہیں ہے  
 کہ مجھ سے کثیر المقصود کا پھر اور انعام کیا ہے  
 یہی ہے !!!

رونق ہی میں خشم ہو جائے  
شاید اسی کم ہو جائے  
شہر گیا

اور شہر کی رونق دیکھ کے وہ گھبرایا  
وہ گھبرایا

کچھ ہی دیر میں گھر لوٹ آیا  
گھر بھی وہ ہے جس میں آکر سوچ رہا ہوں  
گھر بھی آ کر کیا کرنا تھا  
عید کا دن ہے !!

O  
جسے دنیا میں آنا پڑ گیا ہے  
مسلسل زہر کھانا پڑ گیا ہے  
مرا قصہ تو دریا کے لیے تھا  
سمندر کو سنانا پڑ گیا ہے

دعا کرنی پڑی ہے آخر کار  
خدا کو آزمانا پڑ گیا ہے  
ہمیں اس زندگی سے اپنا رشتہ  
بہر صورت نجھانا پڑ گیا ہے

غموں کا بوجھ کرنے کی خاطر  
فلک سر پر اٹھانا پڑ گیا ہے  
بھلا وہ دُور جا سکتا تھا جو آد؟  
گیا ہے چونکہ جانا پڑ گیا ہے

## O

میں چاہتا ہوں کہ دل میں ترا خیال نہ ہو  
عجب نہیں کہ مری زندگی و بال نہ ہو

میں چاہتا ہوں تو یکدم ہی چھوڑ جائے مجھے  
یہ ہر گھری ترے جانے کا احتمال نہ ہو

میں چاہتا ہوں محبت پہ اب کی بار آئے  
زوال ایسا کہ جس کو کبھی زوال نہ ہو

میں چاہتا ہوں محبت سرے سے مٹ جائے  
میں چاہتا ہوں اُسے سوچنا محال نہ ہو

میں چاہتا ہوں محبت مجھے فنا کر دے  
فنا بھی ایسا کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو

میں چاہتا ہوں محبت مرا وہ حال کرے  
کہ خواب میں بھی دوبارہ بھی مجال نہ ہو

میں چاہتا ہوں کہ اتنا ہی ربط رہ جائے  
وہ یاد آئے مگر بھولنا مجال نہ ہو

میں چاہتا ہوں مری آنکھیں نوچ لی جائیں  
ترا خیال کسی طور پاہماں نہ ہو

میں چاہتا ہوں کہ میں زخم زخم ہو جاؤں  
اور اس طرح کہ بھی خوف اندماں نہ ہو

مری مثال ہو سب کی نگاہ میں جواد  
میں چاہتا ہوں کسی اور کا یہ حال نہ ہو

## O

مرا جنون تری آگھی سے بہتر ہے  
یہ بے نیازی تری بے خودی سے بہتر ہے  
اندھیرے سے ہی تو رفتار پائی ہے میں نے  
لہذا میرے لیے روشنی سے بہتر ہے  
یہ مرنے پر ہی کھلے گا کہ موت کیا ہے مگر  
ابھی تو دیکھنے میں زندگی سے بہتر ہے  
بس ایک آپ سے بہتر کوئی نہیں ورنہ  
کوئی کسی سے تو کوئی کسی سے بہتر ہے

فقط اب اس کی غمہداشت کرنا چاہتا ہوں  
وہ غم ملا ہے مجھے، جو خوشی سے بہتر ہے

ہمارے پیچ یونہی فاصلے نہیں جواد  
کوئی تو بات مری آن کھی سے بہتر ہے

## O

راہ فکر پہ یوں تو اکثر جانا پڑتا ہے  
لیکن اُس کی یاد سے ہو کر جانا پڑتا ہے

لاپرواٹی سے نکلی اک بات پہ کبھی کبھار  
زندگی بھر کی دُوری کا ہرجانہ پڑتا ہے

یہ منظر تو میں دنیا میں دیکھ کے آیا ہوں  
اسی لیے تو مجھے یہ محشر جانا پڑتا ہے

کوئی تجسس لے جاتا ہے کھنچ کے وال اک بار  
پھر یوں ہوتا ہے کہ برابر جانا پڑتا ہے

ہر رستے پر اپنا ساتھ بھی کیسے ممکن ہو ؟  
کہیں کہیں تو خود سے چھپ کر جانا پڑتا ہے

بھی کبھی تو ایسی نظر لگ جاتی ہے جو آد  
چھوڑ کے اپنوں کی محفل، گھر جانا پڑتا ہے

بنی بنائی ہوئی راہ پر نہیں چلتے  
یہ عشق زاد کبھی سوچ کر نہیں چلتے

یہ کیا کہ عمر تو ان کی بھی کٹ ہی جاتی ہے  
خرد کی راہ پر جو عمر بھر نہیں چلتے

خرد کی راہ پر میں چل بھی کیسے سلتا ہوں  
کہ راہ سُست پہ شوریدہ سر نہیں چلتے

ہمیں یہ دکھ ہے کہ وہ مصلحت کے تابع ہے  
اُسے گلہ ہے کہ ہم دیکھ کر نہیں چلتے



میں اپنی ذات کے صحراء کی نذر ہو جاتا  
اگر وہ ہاتھ مرا تھام کرنہیں چلتے

نڈھال کر کے کچل ڈالتی سفر کی تھکن  
جو ساتھ ساتھ مرے بام و در نہیں چلتے

کہاں کہاں لیے پھرتا یہ درد کا انبار  
مرے خیال اگر سر بر نہیں چلتے

گھروں کو توڑ بھی دیتا ہے ضبط کا فرقان  
دلوں میں ربط نہ ہو تو بھی گھر نہیں چلتے

کسی یقین کی توہین ہوتی ہے جو آد  
ہم اس لیے روشن غیر پر نہیں چلتے

چمن اس طور سے بکھرا ہوا ہے  
کہ گویا زخم ہے، پھیلا ہوا ہے

میں تیرا خواب کیسے خواب سمجھوں  
بہت نزدیک سے دیکھا ہوا ہے

سمندر، دشت ہو جاتا ہے جس سے  
وہ منظر بھی مرا دیکھا ہوا ہے

مرے اس عزم پر کہتی ہے دنیا  
بتاؤ آج تک ایسا ہوا ہے



ہے جو دھیان دل سے تو خبر ہو  
کہ میرے سر پہ کچھ رکھا ہوا ہے

بہت سمجھا ہوا ہے خود کو ہم نے  
مگر کتنا غلط سمجھا ہوا ہے

تو میرا مسئلہ کیا حل کرے گا  
ترا خود سے کبھی جھگڑا ہوا ہے

### نذرِ جون

تجھ سے بچھڑے تری ضرورت میں  
یہ بھی اک رسم ہے محبت میں

ایک لمحے کا در میسر تھا  
کیسے کلتی ڈگرنہ فرقت میں

یار تم کتنی خوب صورت ہو  
کون ہو گا تمہاری قسمت میں

ایک صورت نظر نہیں آتی  
کیا کیا جائے ایسی صورت میں

ہم کہاں سے کہاں نکل آئے  
اپنی ہی ذات کی سیاحت میں

موت ہر حال میں قبول سہی  
پر نہ آئے کسی کو غربت میں

سارا منظر بدل گیا جو آد  
کیسی ٹھوکر لگی ہے عجلت میں

سبھی کو ضبط کا یارا نہیں ہوا کرتا  
ہر ایک میرے ہی جیسا نہیں ہوا کرتا

کسی غریب کے حق میں کوئی دعا ہی سہی  
عمل تو کوئی بھی ادنیٰ نہیں ہوا کرتا

مجھے یہ دھن ہے کہ میں عشق میں وہ کرجاؤں  
گمان تک میں بھی جیسا نہیں ہوا کرتا

وہ جس کے دل میں محبت کی شمع روشن ہو  
قفس میں رہ کے بھی تنہا نہیں ہوا کرتا



یہ اون عجز کے در کا خراج ہے لیکن  
سبھی کے دل پہ یہ در وانہیں ہوا کرتا

وہاں پہنچ کے بدلتی ہے زندگی اکثر  
جہاں سے آگے کا رستہ نہیں ہوا کرتا

کسی بھی ہونی کو بے جا نہ جانتا جواد  
یہاں پہ کچھ بھی ہو بے جا نہیں ہوا کرتا

کسی بھی حال میں ہو معتبر ہی لگتا ہے  
وہ عام شخص نہیں دیکھ کر ہی لگتا ہے

نگاہِ حق سے جو دیکھوں تو ہر شہیدِ حق  
بُریدہ سر بھی مجھے تاجور ہی لگتا ہے

کسے خبر کہ یہی شخص راہِ زن نکلے  
ابھی تو دیکھنے میں راہ بر ہی لگتا ہے

کسی کا ہونی پہ جب اختیار کوئی نہیں  
سو پھرہ آن کے پھر سوچ پر ہی لگتا ہے



ترے خیال کو جی چاہتا ہے باندھ رکھوں  
یہ بے فہار نہ ہو جائے ڈرہی لگتا ہے

کسی کے جانے سے گھر کامرے وہ حال ہوا  
کہ اب کہیں بھی چلا جاؤں گھرہی لگتا ہے

میں انتظار کی اُس کیفیت میں ہوں جواد  
ہر آنے والا مجھے نامہ برہی لگتا ہے

جیسے اک آپ ہی ٹھہرے ہیں نزالے دل کے  
ایسے ہر بات میں دیتے ہیں حوالے دل کے

کیا خبر ان کو ہے غم سے کہ خوشی سے رغبت  
کیا دکھاؤں میں؟ اندر ہیرے کہ اجائے دل کے؟

ایسا لگتا ہے کہ شنوائی مقدر میں نہیں  
یونہی گھٹ گھٹ کے ٹھہر جائیں گے نالے دل کے

کوئی منصف کی خبر لے جو مجھے کہتا ہے  
 DAG کر سب پہ عیاں، زخم چھپا لے دل کے



تیرے ہاتھوں میں ہے اب میری محبت کا بھرم  
اے مری آنکھ ! سمجھی درد چرا لے دل کے

دیکھ لے اب وہ کسی اور کے ہیں اے ناصح  
ٹو ہی کہتا تھا کہ ارمان چھپا لے دل کے

اس گھن سے ٹو کھیں مر ہی نہ جائے جواد  
آج خود کو ہی تو غم سارے سنا لے دل کے

○  
رات جوں جوں قریب آنے لگی  
ایک اُمید لڑکھرانے لگی

جانے کس آرزو کی تیز آندھی  
راہ کے خار و خس ہٹانے لگی

وہ مرے درد کو سمجھتا ہے  
جس کی آوارگی ٹھکانے لگی

زندگی مجھ کو دیکھ کر حیراں  
میری حیرت پہ مُسکرانے لگی

پڑھ رہا تھا میں آخری سطریں  
جب کہانی سمجھ میں آنے لگی

آج کچھ اس قدر سکون ملا  
بے سکونی کی یاد آنے لگی

جاتے وقت اُس کی خامشی، جو آد  
آس کا ہر دیبا بجھانے لگی

خود کو الجھائے چلا جاتا ہے سُلجمانے میں  
ضبط ہوتا ہی کہاں ہے کسی دیوانے میں

مجھ کو پہلے سے خبر تھی کہ وہ لا حاصل ہے  
پھر بھی اک عمر لگی خود کو یہ سمجھانے میں

المدد! عشق میں یہ پہلا قدم تھا میرا  
درگزرا! مجھ سے خطا ہو گئی انجانے میں

یہ الگ بات کہ افسوس رہے گا لیکن  
دیر ہو جاتی ہے مرضی کی سزا پانے میں



ایک بار آئے تو آتی ہی چلی جاتی ہے  
یاد کو روک بھی کوئی نہیں در آنے میں

نام سن کر ترا ہم اور کہیں جا نکلے  
بات کچھ اور ہی چلتی رہی افسانے میں

طاقِ نسیاں میں سبھی خواہشیں رکھ دو جواد  
کوئی مشکل ہو اگر شکر بجا لانے میں

اپنے خلاف اُس کا طرف دار میں بھی ہوں  
اس بار خود سے برسر پیکار میں بھی ہوں

حیران ہوں کہ ایسے بھی ہوتا ہے عشق میں  
خود کو کسی مقام پہ درکار میں بھی ہوں

کیا ہے کہ اُس کے ناز بھی مرغوب ہیں مجھے  
ورنه وہ دیکھتا کہ اداکار میں بھی ہوں

لیکن مجھے کسی کے دل سے نہیں قبول  
حالانکہ ایسے کرب سے دوچار میں بھی ہوں



خود سے اگر وہ آج اُلچھ بھی پڑا تو کیا؟  
اپنے لیے تو باعثِ آزار میں بھی ہوں

جواد! کیسے فرطِ تحریر سے مر نہ جاؤں  
یعنی تری نظر میں گنہگار میں بھی ہوں؟

الملیہ

حکم یہ تھا کہ ہم دائرے میں رہیں  
تحام کر اُس کی رشی جہاں گھوم لیں  
تحام کر اُس کی رشی مسخر کریں  
اپنے اطوار سے، اپنے انداز سے  
کچھ نئے راستے، کچھ نئی منزیں  
تحام کر اُس کی رشی، یہ سیماں دل  
اپنی فطرت کے داموں کے زیر اثر  
یہ جو مضطربھی ہے اور مشتاق بھی  
گھر پرانے نئے طور سے دیکھ لے  
جونہ دیکھا کبھی غور سے دیکھ لے

جو کتابوں سے ہٹ کر ہے وہ بھی پڑھیں  
 شعر اپنے کہیں، نظم اپنی کہیں  
 تھام کر لوح، تحریر بھی دیکھ لیں  
 خوبی رنگِ تقدیر بھی دیکھ لیں  
 دل کے اندر کی تصویر بھی دیکھ لیں  
 خواب دیکھیں تو تعبیر بھی دیکھ لیں  
 غم کی تجسم کر کے بے فیض گماں  
 بے نیام ایک شمشیر بھی دیکھ لیں  
 حکم یہ تھا کہ ہم دائے میں رہیں  
 تھام کر اُس کی رشی جہاں گھوم لیں  
 ہم اگرچہ اُسی دائے میں رہے  
 صرف اتنا کہ رشی کو تھاما نہیں

طاڑِ فکر بھی انتہا تک اڑے  
 ہاں اڑے سدرا لمنٹھی تک اڑے  
 تیرہ پاتال سے حد کی حد سے پرے  
 تھام کر اُس کی رشی جہاں گھوم لے  
 حکم یہ تھا کہ رشی کو تھامے رہو  
 تاکہ کلفت بھی ہو اور لذت بھی ہو  
 غم کا پر چار بھی اور پرده بھی ہو  
 یادِ ماضی بھی ہو فکرِ فردا بھی ہو  
 ظرفِ کامل بھی ہو گر بغوات کریں  
 کچھ محبت بھی ہو گر شکایت کریں  
 تھام کر اُس کی رشی جہاں دیکھ لیں  
 آزماء کر غرویر گماں دیکھ لیں  
 زندگی کا سورورِ تپاں دیکھ لیں  
 ہم جنوں کی حدود کو عیاں دیکھ لیں  
 جتنا، جیسا ہے جو بھی نہاں، دیکھ لیں

O

ہزار و سو سے خود پر سوار کرتے ہوئے  
میں گھٹ رہا ہوں ترا انتظار کرتے ہوئے

O

غريب شہر کو بیدار کرنے والا ہوں  
میں تیرگی پہ کوئی وار کرنے والا ہوں  
میں اپنی موت کو آسان کرنے کی خاطر  
کوئی گناہ سر دار کرنے والا ہوں  
رہ نجات کی ایجاد سے بہت پہلے  
میں طرز عام کا انکار کرنے والا ہوں  
خود اپنی فکر کی گہرائیوں میں گم ہو کر  
میں اپنی اصل کو بیدار کرنے والا ہوں

مرے وہ خواب کسی حادثے کی نذر ہوئے  
جنہیں سنبھال رکھا تھا شمار کرتے ہوئے  
مرا ہی طرزِ عمل ہے کہ اپنے فردا کو  
سنوارتا ہوں اُسے اشتہار کرتے ہوئے  
ہمیشہ لوث کے آیا ہوں تیرے کوچے سے  
ہر ایک زخم غیمت شمار کرتے ہوئے  
پھر اُس کا اگلا قدم جانے کیا ہوا جواد  
جو گھل رہا تھا غمِ روزگار کرتے ہوئے

جزا، سزا سے مبرّا و ماورا ہو کر  
میں ذہن و دل کی حدیں پار کرنے والا ہوں

اب اور ضبط کی طاقت نہیں رہی مجھ میں  
میں اپنے خواب کا پرچار کرنے والا ہوں

اس انتظار کا عادی تو میں نہیں جواد  
مگر وہ کیا ہے کہ اس بار کرنے والا ہوں

کبھی نہ دل سے مرے فکرِ نارسانی گئی  
تمام عمر اسی شکل سے بتائی گئی

یہ پھر سے کس نے قیامت کا ذکر چھیڑ دیا  
ابھی تو دل کی حکایت ہوئی تھی آئی گئی

گمان تک میں نہیں تھا کہ یہ بھی ممکن ہے  
ذرا سی بات پہ برسوں کی آشنائی گئی

تھی جس قدر مرے ناکرده جرم کی تفصیل  
اسی لحاظ سے مجھ کو سزا سنائی گئی



وہ دن بھی آئے کہ میں بھی اُسے نہ یاد کروں  
ابھی تو ایک ادا بھی نہیں بھلائی گئی

گھر ارہوں گاہراں سمت سے خساروں میں  
اگر نہ غیب سے کوئی دعا سمجھائی گئی

میں پوچھ بیٹھا تھا کوئی سوال ناگفته  
اور اس کی لذت تقریب رونمائی گئی

ہزار عشق ہو ارفع مقام پر جواد  
ہوس بھی اپنی جگہ پُرکشش بنائی گئی

○  
عشق میں جس قدر چلا جائے  
چلتے جانا، اگر چلا جائے

ہر جگہ موسم ایک جیسا ہے  
کوٹ کر بھی کدھر چلا جائے

جو کہیں ختم ہی نہیں ہوتی  
کیوں اُسی راہ پر چلا جائے

دہر کا انتظام ٹھیک نہیں  
وہیں بار دگر چلا جائے

کچھ تو آوارگی کا حاصل ہو  
ورنہ بہتر ہے گھر چلا جائے

خود کو ٹکڑوں میں بانٹنے کے لیے  
کیوں رُکا جائے، گر چلا جائے

موت آسان ہو بھی سکتی ہے  
ایک یہ غم اگر چلا جائے

ایک صورت ہے وصل کی جواد  
نیچ سے نامہ بر چلا جائے

کچھ نہ باقی رہا، گیا سب کچھ  
میں تو جب بھی لٹا، گیا سب کچھ

پھر بھی میں اُس کی سمت بڑھتا رہا  
وہ پکارا بھی تھا، گیا سب کچھ

کیا بتاؤں کسی کے جانے سے  
میرا سب کچھ چلا گیا، سب کچھ

یعنی یہ شاہکارِ یزدال ہے؟  
اس کی خاطر کیا گیا سب کچھ؟؟؟



عشق وہ کھیل ہے کہ حاصل کار  
سب کچھ آئے گا، یا گیا سب کچھ !!

اس نے مبہم سی گفتگو کی تھی  
پھر بھی چہرہ بتا گیا سب کچھ

اک نظر اُس سے کیا ملی جواد  
اُس کی نظروں میں آگیا سب کچھ

وقت کے سارے تقاضوں پر بہت سوچا ہے  
میں نے گزرے ہوئے لمحوں پر بہت سوچا ہے

إن کی تحقیق میں سچائی کا خون شامل ہے  
سچ کھوں، میں نے اندر ہیروں پر بہت سوچا ہے

بات آکر تری آنکھوں پر ٹھہر جاتی ہے  
جب بھی قدرت کے نظاروں پر بہت سوچا ہے

سوچ سے سوچ ہی حاصل ہو تو کیا حاصل ہے  
سوچنے والوں کی سوچوں پر بہت سوچا ہے



اس لیے میں نے ہمیشہ سے بس اپنی کی ہے  
چونکہ ہر شخص کی باتوں پر بہت سوچا ہے

دیر ہو جائے تو کیوں گھر کو پلٹتے ہی نہیں  
اپنے ہی جیسے ہزاروں پر بہت سوچا ہے

کوٹ بھی آئیں تو پہلے سے کہاں رہتے ہیں  
میں نے بچھڑے ہوئے لوگوں پر بہت سوچا ہے

ایک بس تو ہی نہیں، اور بھی تھے  
ماہ رُو، ماہ جین، اور بھی تھے

کوئی دیکھا ہی نہیں تیرے سوا  
ورنہ دنیا میں حسین اور بھی تھے

کیوں میں ہر بار تری سمت بڑھا  
لوگ تو میرے قریں اور بھی تھے

ہم کہیں کے نہ ہوئے پوری طرح  
کہ یہاں بھی تھے، کہیں اور بھی تھے



مال اپنے بیٹے کو الوداع کرتے ہوئے

مرے بیٹے !!

مری دھڑکن !!

مری دُنیا !!

تمہیں معلوم ہے

تم سے جدا ہونے کا سوچوں بھی تو میری جان لکھتی ہے

چلو بیٹا چلے جاؤ

مگر میری نصیحت کو تم اپنے دامنِ دل سے ہمیشہ باندھ کر رکھنا

مرے بیٹے !!

وہاں کی رونقوں میں ہو کے گم

اپنی جڑوں کو بھول مت جانا

وہ بھی ہم تھے جو نظر آئے مگر  
کچھ نہ کچھ اپنے تیس اور بھی تھے

اُس کی یادیں ہی نہ تھیں تنغ بکف  
کچھ گماں چیں بہ جیں اور بھی تھے

میں سوتے جاگتے اب تم کو سوچوں گی  
 مجھے ہر پل تمہاری یاد آئے گی  
 مجھے تم بھول مت جانا  
 میں یہ بھی جانتی ہوں تم کو خود پر جبرا نا پڑ رہا ہو گا  
 بھلا آسان ہوتا ہے یہ سب کچھ چھوڑ کر  
 پردیس میں بے آسرار ہنا؟؟?  
 یہ رشتے اور یہ ناتے  
 محبت کی فراوانی  
 تمہاری دوستی، یہ نعمتیں، آساشیں---  
 دیکھو!! وہاں کچھ بھی نہیں ملتا  
 مرے بیٹے! اجدائی اس قدر آسان نہیں ہوتی  
 وہاں پر ماں نہیں ہوتی !!

وہاں کا رنگ خود پر مت چڑھاینا  
 وہاں کی بے لگام آنکھیں  
 تمہیں اپنی طرف کھیچیں  
 تو میڈاھیان مت دینا !!  
 مجھے یہ خوف رہتا ہے  
 نئی دنیا تمہیں اپنے نئے خوابوں کے چنگل میں پھنسا کر گم نہ  
 کرڈا لے !!  
 مرے بیٹے !! تم اتنے خواب مت بنا  
 کہ ساری زندگی خوابوں کی تعبیروں کے پیچے دوڑتے  
 گزرے .....  
 تمہیں آج الوداع <sup>☆</sup> کہنے کی خاطر کتنے پھر اپنے سینے پر  
 مجھے رکھنے ہیں  
 بیٹا !! تم سے کہتی ہوں کہ ان کی لاج رکھ لینا  
 مرے بیٹے !! ضرورت جب تمہاری ہو چکے پوری تولوٹ آنا

## کشمکش

عجب کشمکش میں ہوں  
 کہ ایک وقت میں ہزار استوں پر  
 میں تھکا تھکا سا  
 بے یقینیوں کے ساتھ گامزن ہوں  
 جنون، مصلحت، ہوس کی حرتوں کی  
 اور ضرروتوں کی راہ !!  
 ہر ایک راہ بے یقینیوں کی دُھند سے اٹی ہے  
 اور دُھند سے پرے  
 ہر ایک راہ کے اخیر سے  
 مجھے حقیقتِ نشانِ منزل اس طرح پکارتی ہے

جو لوگ سارے غموں سے نجات چاہتے ہیں  
 وہ بے ثبات جہاں میں ثبات چاہتے ہیں  
 عمل نہ دیکھ ! تو یہ دیکھ مان کتنا ہے  
 گُنہ بھی کر کے ترا التفات چاہتے ہیں  
 مگر خود اپنے گریباں میں جھانکتے ہی نہیں  
 ہم اور لوگوں میں اعلیٰ صفات چاہتے ہیں  
 ہمیں زمین بھی پوری کی پوری مل جائے  
 ہم آسمان بھی ساتوں کے سات چاہتے ہیں  
 وہ بات جو مرے دل سے کبھی نہیں گزری  
 یہ لوگ میری زبان پر وہ بات چاہتے ہیں



گویا را حق یہی ہو، سچ یہی !!

مگر ذرا سی دیر اس پہلے کے

دل میں کچھ نئے خیالوں کی رکاوٹوں کے جال

اور پھر سے اک نیا سفر !!!

عجیب کشمکش میں ہوں

## O

زندگی ! میں نے کہہ دیا، میں بس  
جی مر اتجھ سے بھر گیا، میں بس

درد کا، بے کلی کا، وحشت کا  
ذائقہ سب کا چکھ لیا، میں بس

دیکھ کر میری انتہا اُس نے  
ابتدا ہی میں کہہ دیا ، میں بس

ساتھ چلنے کی شرط یاد رہے  
تُو کہیں بھی جوڑک گیا، میں بس

ہائے وہ آرزوئے لاحصل  
اُس کو بس میں ہی دیکھتا، میں، بس

تیری نظروں میں اب ترے قابل  
کیا کوئی اور ہے؟ تو کیا میں بس؟

لطف مانا کہ انتظار میں ہے  
لیکن ایسا بھی کیا ہوا؟ میں بس

دیکھتا ہوں تجھے بھی اے ناصح  
آ، تو خود میری جاپ آ، میں بس

مجھے کچھ کام اس سے بڑھ کر ہیں  
ٹوہی اب کر خدا خدا، میں بس

ایک ہی غم سے عاجز آیا ہوں  
یا کوئی اور غم ہو یا میں بس

میرے بس میں ہی کچھ نہیں جو آد  
ورنہ میں کب سے کہہ چکا، میں بس

# O

وہ پہلے بھی کسی سے کم نہیں تھا  
مگر لبھے میں یہ دم خم نہیں تھا  
مجھے کیوں زندگی کرنے کو بھیجا؟  
اگر میرا کوئی محرم نہیں تھا  
یہ موسم دیکھ کر میں سوچتا ہوں  
 جدا ہونے کا یہ موسم<sup>☆</sup> نہیں تھا  
جو میرے زخم کو ناسور کر دے  
کسی کے پاس وہ مرہم نہیں تھا

☆ موسم - دانستہ استعمال

میں جتنا بے طلب سا ہو گیا ہوں  
کبھی پہلے مرے ہدم، نہیں تھا

مجھے جو نارسائی سے ملا ہے  
کسی بھی شے کا ایسا غم نہیں تھا

خدا کا شکر ہے دل ٹوٹتے وقت  
کہیں آوازہ ماتم نہیں تھا

### یوں نہ ہو

اپنی پچھلی سمجھی خطاؤں پر  
آئیے شرم سار ہو جائیں  
تاکہ ہم پر خدا کی رحمت ہو  
تاکہ ہم کامگار ہو جائیں  
یوں نہ ہو ہاتھ میں قلم نہ رہے  
اور تاثیرِ چشمِ نم نہ رہے  
لقطہ کی ذات ہی بکھر جائے  
یوں نہ ہو وقت ہی گزر جائے  
اور ہم بے دیار ہو جائیں

O

O

ہے مرگِ ناگہانی کی ضرورت  
 نہیں اب زندگانی کی ضرورت  
 محبت ہے جوانی کا تقاضا  
 جوانی ہے جوانی کی ضرورت  
 تجھے پا کر مجھے محسوس ہوگی  
 حیاتِ جاودا ان کی ضرورت  
 مجھ ایسے خام کو کندن بنایا  
 بجھلا اس مہربانی کی ضرورت؟

یونہی تو یہ بے کلی نہیں ہے  
 اک آگ ہے جو بھی نہیں ہے  
 مجبور کیا گیا ہوں ورنہ  
 خود سے مری دشمنی نہیں ہے  
 دیکھو تو کہیں نظر نہ آئے  
 سوچو تو وہ دور بھی نہیں ہے  
 اے دوست تری جدائی کب تک؟  
 یہ تو کوئی زندگی نہیں ہے  
 کیسے وہ تمہاری سُن لے جو آد  
 آواز تو اُس کو دی نہیں ہے

جس سمت کو جانا ہو  
وہ سمت نہ ہو معلوم  
جب رختِ سفر گھرے  
تہائی، تھکن، وحشت  
اور ساتھ میں شامل ہوں  
بے چینی و بے زاری  
جب ایک سی ہو جائے  
خاموشی و گفتاری  
پھر کتنا غیمت ہو  
ایسے میں جو مل جائے  
امید کا اک لمحہ

## امید کا اک لمحہ

جب فکر کے صحرائیں  
تپتے ہوئے سورج سے  
یوں آگ برستی ہو  
چلنا ہو کہ رکنا ہو  
ڈُشوار ہوں دونوں ہی  
آزار ہوں دونوں ہی  
تاخدِ نظر جب ہوں  
منزل کے نشاں معدوم



جوانی کے جو چار دن تھے جی  
اسی کو فقط یاد کر کے جی  
ترا ساتھ ہوتا تو جی لیتے کچھ  
جیے ہم نہ ویسے ، نہ ایسے جی  
ہمیں تو چلو مُنہ کی کھانی پڑی  
ثُمّ اپنی سناؤ کہ کیسے جی  
اُسے سوچ کر دل سے نکلے دعا  
مجھے سارے دکھ اپنے دے دے، جی  
اگر میں کروں زندگی کا حساب  
تو کچھ ساعتیں، چند لمحے جی



ہر طرف دیکھتا ہوں آئینے  
کیا دیا عشق آشنائی نے  
کیا کہوں کس قدر ہوا دی ہے  
میرے جذبوں کو نارسائی نے  
آہ یہ فیصلے مقدار کے  
ڈکھ دیا ہے تری جدائی نے  
ہم کو بے اصل کر دیا جواد  
اس تمٹائے خود نمائی نے

جب اس نے اپنا حق جتا یا ہی نہ تھا  
اور بات منوانے کا خُوگر  
ملتی انداز میں کچھ کہہ رہا تھا  
اور پہلی بار تھی

جب اس نے سارا فیصلہ ہی مجھ پر چھوڑا تھا  
وہ پہلی بار تھی جب اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں  
اور اتنا یاد پڑتا ہے  
کہ وہ اس روز کچھا کھڑا ہوا الجھا ہوا بھی تھا  
وہ محو گفتگو تھا  
اور میں بس منہمک تھا  
مسکرا کر اس کو تکنے میں  
اور اب یوں ہے  
کہ اس کو دوڑھوتے دیکھ کر حیران ہوں  
پتھرا گیا ہوں  
اور دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھے

## إِنْهَاك

اُسے کچھ بات کرنی تھی  
عجب دن تھا  
عجب انداز تھا اس کا  
ذرائع معمول سے ہٹ کر  
وہ محو گفتگو تھا  
اور میں بس منہمک تھا  
مسکرا کر اس کو تکنے میں  
اور اب احساس ہوتا ہے  
کہ وہ اک فیصلہ کن  
اور بہت نازک گھڑی تھی  
اور پہلی بار تھی

## O

مجھے نواز دے  
بلا جواز دے  
جنوں کی حد ہے کیا؟  
یہ ایک راز دے  
اُسے بھی عشق ہو  
مزائے ناز دے  
سکت بھی کر عطا  
جو دل گداز دے  
اُسی پر فخر کر  
جو بے نیاز دے

اک دورا ہے پر کھڑا ہوں  
اور مسلسل خاک کی آغوش میں گرتے  
روان اشکوں سے بے پروا  
کسی دھنڈلی، اُدھوری بات کے ٹکڑے اکھٹے کر رہوں  
سوچتا جاتا ہوں وہ کیسا عجب دن تھا  
وہ محو گفتگو تھا  
اور میں بس منہمک تھا  
مسکرا کر اس کو تکنے میں

اُن کی خوشبو تو سوا پھیل گئی چاروں طرف  
اُس نے کچھ پھول مسلتے ہوئے محسوس کیا

تو نے دیکھی ہے بدلتی ہوئی دنیا جواد  
میں نے دنیا کو بدلتے ہوئے محسوس کیا



ریت کی طرح پھسلتے ہوئے محسوس کیا  
اُس کو ہاتھوں سے نکلتے ہوئے محسوس کیا

اپنی آواز کی پہچان بھی شاید نہ رہے  
نئے آہنگ میں ڈھلتے ہوئے محسوس کیا

عشق میں خود کو بلکتے ہوئے بچے کی طرح  
شب کی آغوش میں پلتے ہوئے محسوس کیا

درد محسوس کیا پہلے ترا غم پا کر  
پھر ترے غم سے نکلتے ہوئے محسوس کیا

مجھے یہ خوف مرے بال و پر نہ جل جائیں  
اُسے یہ غم کہ وہ اونچا نہیں گیا مجھ سے

مرے خدا مجھے اک اور زندگی دینا  
کہ ایک سچ تھا جو بولا نہیں گیا مجھ سے

یہ اشک تھمنے کو آتے تو بات کر پاتے  
کوئی سوال بھی پوچھا نہیں گیا مجھ سے

بہت سے خواب تھے اُس سے جڑے ہوئے جواد  
وہ ایک خواب ہی چھینا نہیں گیا مجھ سے



جو سوچنا تھا وہ سوچا نہیں گیا مجھ سے  
ذرعاً وقت نکلا نہیں گیا مجھ سے

کسی کو دیکھتے ہی سارے ضبط ٹوٹ گئے  
پھر اپنے آپ کو روکا نہیں گیا مجھ سے

تمام عمر وہ منظر مری نظر میں رہا  
جو ایک پل کو بھی دیکھا نہیں گیا مجھ سے

مرے خیال میں یہ بات بھی سمجھ کی ہے  
کہ اپنے آپ کو سمجھا نہیں گیا مجھ سے

نگاہوں میں حسرت قضاۓ بھی دیکھی  
غضب لائی تھی اب دعا کر رہی ہے

خفا بے سبب ہیں یہ پروانے جواد  
کہ جو کر رہی ہے ہوا کر رہی ہے



محبت یہ قیمت ادا کر رہی ہے  
خُدائیٰ جدا راستہ کر رہی ہے

تمنا مری مجھ کو رُسوانہ کر دے  
کوئی اس کو روکے یہ کیا کر رہی ہے

ترا بھولپن تھا محبت چھپانا  
یہ خوشبو تو لوگوں کو آکر رہی ہے

مری چشم گریاں کو کیا ہو گیا ہے؟  
لہو سے جو رنگیں قبا کر رہی ہے

## چمن رہے قائم

کلی کلی کا وہی بانگپن رہے قائم  
مری دعا ہے کہ میرا چمن رہے قائم

چمن مہلتا رہے ، ڈکشی بھی زندہ رہے  
امنگ بڑھتی رہے ، زندگی بھی زندہ رہے

ہر ایک دل میں یقین اور لگن رہے قائم  
مری دعا ہے کہ میرا چمن رہے قائم

کبھی خدا نہ کرے اس پر کوئی آنچ آئے  
خدا کرے کہ نہ اس پر خزاں کرے سائے



میں شب و روز پوچتا ہوں جسے  
وہ خدا واقعی خدا ہے کہ عشق

وہ تو پہلے بھی آس پاس ہی تھا  
پھر یہ منظر ہی کچھ نیا ہے کہ عشق

ایسی شدّت کی بے دلی اور میں؟  
میرے اندر وہ مر چکا ہے کہ عشق

سدا بہار کا یہ پیرہن رہے قائم  
مری دعا ہے کہ میرا چمن رہے قائم

مرا جنون ، مرا شوق ، میرا ارمائیں ہے  
مری وطن سے محبت ہی میرا ایماں ہے

جو جان جائے تو جائے ، وطن رہے قائم  
مری دعا ہے کہ میرا چمن رہے قائم

O

مری سماعت کی تاب کو آزمایا رہا ہے  
خموش رہ کر وہ سور مجھ میں چا رہا ہے

خبر نہیں ، میں کہاں سے آیا ، کہاں کھڑا ہوں  
مگر کوئی ہے جو مجھ کو واپس بلا رہا ہے

غضب کی تاثیر جذبہ عشق نو میں بھی ہے  
پرانے زخموں کو اور گھرا بنا رہا ہے

سو، ہم سے بڑھ کر یہ وقت ہے مہربان ہم پر  
ہمیں مٹانے میں دیر کچھ تو لگا رہا ہے

مرے امیدوں کا مجھ پر احسان کم نہیں تھا  
انہی سے زندہ یہ درد کا سلسلہ رہا ہے

سفر کا حاصل بجزِ تکان اور کچھ نہ ہو گا  
مرا جنوں ہے کہ پھر بھی مجھ کو چلا رہا ہے

غمِ جہاں !! تجھ سے اس لیے بھی گریز پا ہوں  
تری محبت میں ہر کوئی بتلا رہا ہے

خیال کی حد کا بھی تعین تو کرنا ہو گا  
وہاں اجازت نہیں جہاں تک یہ جا رہا ہے

اک آئینہ ہے جو میرا رخت سفر ہے جواد  
یہ آئینہ ہی جنوں کو رستہ دکھا رہا ہے

○  
یہ سفر ممکن نہیں ہوتا کسی ابہام پر  
میں تو اس کو دیکھتا ہوں عشق میں ہر گام پر  
سب نے ہی تائید کو تقلید پر ترجیح دی  
جب بھی میں نے خاص باتیں کی ہیں سطحِ عام پر  
عادتاً ہم ان کو اپنا حق سمجھنے لگ گئے  
دھڑکنیں ہموار ہیں ہر مستقل انعام پر  
کوئی بھروس کو بھلا کیا دے جوازِ خامشی  
اس لیے خاموش رہتا ہوں ترے الزام پر

سوچتا ہوں کچھ گلے شکوئے مٹاتا ہی چلوں  
آفتابِ زندگی اب آن پہنچا بام پر

اس سے بڑھ کر بے وفا کیا ہو گی میاں  
تم ریا کاری بھی کرتے ہو تو اُس کے نام پر

## O

یہ اچانک مجھے ہوا کیا ہے  
میرے سینے میں شور سا کیا ہے

ہم خدا کو نہیں پکار سکے  
ایسے طوفاں میں ناخدا کیا ہے

عشق میں سوچنے کو دخل نہیں  
سوچ سے ورنہ ماورا کیا ہے

ایسے بیکار میں نہ ہاتھ انٹھا  
پہلے معلوم کر دعا کیا ہے

خوش گمانی سی کوئی بات نہیں  
کیوں بھلا جانیے کہ کیا کیا ہے

اے دل مضطرب! مرے دشمن  
یہ بتا مجھ سے چاہتا کیا ہے

قیس کی ہمسری کا سوچتے ہو  
پاؤں میں ایک آبلہ کیا ہے

آپ کا میرے بعد کیا ہو گا  
میں چلا جاؤں گا مرا کیا ہے

موت کہتی ہے آمرے پاس آ  
زندگی ضبط کے سوا کیا ہے

آپ سے دیر ہو گئی جواد!  
اب مرے ہاتھ میں رہا کیا ہے

## O

شور مرے اندر کا بڑھنے لگتا ہے  
تہائی میں اکثر ایسا ہوتا ہے

ایک پرندہ شاخ پہ تھا بیٹھا ہے  
ایسا منظر دیکھ کے رونا آتا ہے

اُس کا مجرم ہونا کیونکر ثابت ہو  
شہر میں اُس کے نام کا ڈنکا بجتا ہے

ایسے دور سے گزر اہوں میں، جس کے بعد  
ہر کوئی جانا پہچانا لگتا ہے

میرا بھی تو دنیا پر کچھ حق ہے دوست!  
میرے ہاتھوں میں بھی جیون ریکھا ہے

بات چھڑی تو پھر معلوم پڑا جواد  
اُس کی یاد کا لاوا اندر بیٹھا ہے

## O

اب کوئی بات ہی نہ کی جائے  
کیا خبر کس طرف چلی جائے

اب کسی کا زیاد نہیں ہو گا  
چاہے یہ ربط ٹوٹ ہی جائے

دل کے تیور نہیں بدلنے کے  
یعنی اپنی زبان سی جائے

کیونکر اس کرب سے گزرتے ہوئے  
موت کی آرزو نہ کی جائے

اس طرح زندگی نے مُنہ موڑا  
جس طرح بات موڑ دی جائے

جسم آسائشوں میں قید ہوا  
روح سے روشنی چلی جائے

موت کیسے وہاں قبول کریں؟  
جس جگہ زندگی نہ کی جائے  
اس کے قدموں کو چوم کر جواد  
اپنے قدموں میں جان دی جائے

مرے جنوں کو ہے اب روزگارِ غم کی تلاش  
کرے گا پھر سے کسی کوچھِ چشم کی تلاش

عجیب ڈکھ ہے کہ ساحل تو پالیا میں نے  
پ غرق آب ہوئی وہ جنم جنم کی تلاش

کتابِ دہر کو جب حرفِ حرف پڑھ ڈالا  
خبر ہوئی کہ ہے کچھ اور چشمِ نم کی تلاش

نہ دوستی نہ محبت نہ دشمنی تھی کہیں  
جگر کے خون کا باعث تھی اک بھرم کی تلاش



نہ جائے نہ بھنہ سکے گی ہماری اے واعظ

مجھے تلاش ہے اپنی تجھے حرم کی تلاش

یہ فکرِ سود و زیاد ہی تو زندگی ہے مگر

ترے بغیر کروں خاک بیش و کم کی تلاش

## O

گلہ تجھ سے ترا کرتا رہوں گا  
کیا ہے برملا، کرتا رہوں گا

محبت بھی یونہی قائم رہے گی  
شکایت بھی سدا کرتا رہوں گا

بُحلا کر ہی تجھے اب جاں بچے گی  
قضا تک حوصلہ کرتا رہوں گا

محبت میں کوئی دعویٰ نہیں ہے  
جو مجھ سے بن پڑا، کرتا رہوں گا

وفاول پر مری ممنون مت ہو  
میں اپنا فرض ادا کرتا رہوں گا

میں اپنی موج کا بندہ ہوں جواد  
جودل میں آئے گا کرتا رہوں گا



میری نظروں سے نظر سب نے ملا رکھی ہے  
اس کی تصویر جو آنکھوں میں سجا رکھی ہے

عشق اک رنگ ہے، جذبہ ہے، عطا ہے کہ خطا  
جو بھی ہے اس میں کشش حد سے سوار کھی ہے

بات بے بات وہ مُسکائے چلے جاتے ہیں  
ایسا لگتا ہے کوئی بات چھپا رکھی ہے

کچھ تو لازم ہے کہ پرده بھی محبت میں رکھو  
تم نے ہر شخص کو ہر بات بتا رکھی ہے

میری دنیا ہے تضادات کے دم سے قائم  
تجھ سے مایوس ہوں اور آس لگا رکھی ہے

کب کوئی ڈھونڈے سے ملتا ہے کسی کو جواد  
یہ تو لوگوں نے فقط بنا رکھی ہے



سنو، ہر شخص کے لاائق یہ داغِ دل نہیں ہوتا  
سنو، ہر شخص میری جان اس قابل نہیں ہوتا

سنو، خوابوں کو تعبیروں کا زینہ مت سمجھ لینا  
سنو، تعبیر کے سینے میں کوئی دل نہیں ہوتا

سنو، دنیا میں جو کچھ ہے وہ ممکن کی حدود میں ہے  
جو پورے عزم سے ٹھانو تو کچھ مشکل نہیں ہوتا

سنو، مکان سے اس راہ کے پتھر پھلتے ہیں  
سنو، خونِ جگر رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا

سن، سب علم و حکمت کے خزانے تشنگی میں ہیں  
اگر ہو تشنگی کامل، غمِ ساحل نہیں ہوتا

زیاد میں بھی بھی ہوتا ہے صاحب فائدہ دل کا  
کبھی سب کچھ بھی حاصل ہو تو کچھ حاصل نہیں ہوتا



ربط رکھا نہ رابطہ کوئی  
یہ بھلا رُوٹھنا ہوا کوئی

مرنے والا بہت ہی بے کل ہے  
جا کے دے اُس کو حوصلہ کوئی

کوئی دیکھا ہے تو نے اُس جیسا؟  
چل مجھے بھی دیکھا، دیکھا کوئی

روز ہی اپنی سمت بڑھتا ہوا  
دیکھتا ہوں میں کربلا کوئی

آگ ایسی کہیں لگی جس میں  
جلتا کوئی رہا، مرا کوئی

تیرے بارے میں اور کیا کہتا؟  
بس میں کہتا رہا کہ تھا کوئی

وہ خدا ہے، بشر نہیں جو آد  
مل ہی جاتا جو ڈھونڈتا کوئی

اُس کا ہونے سے ڈر رہا ہوں میں  
یعنی خود سے مُگر رہا ہوں میں

اب مجھے بھی یقین نہیں آتا  
کبھی آشفته سر رہا ہوں میں

اور کہتا ہوں عشق ہے مجھ کو  
دیکھ کر پاؤں دھر رہا ہوں میں

عمر بھر کی تمام درباری  
آپ کے نام کر رہا ہوں میں



سوچنا پڑ رہا ہے رُک کر  
جی رہا ہوں کہ مر رہا ہوں میں

اُس کو جی بھر کے سوچنے کے لیے  
سارا دن آج گھر رہا ہوں میں

ہے کوئی مجھ کو روکنے والا؟  
خود کو برپا کر رہا ہوں میں

رحم آتا ہے ان خیالوں پر  
جن کا زادِ سفر رہا ہوں میں

پہلی ہجرت کے بعد سے جو آد  
کم رہا ہوں جدھر رہا ہوں میں

روبرو اُس کے بھلا پاس انا کون کرے  
پھر سے نادم ہوں میں اظہارِ تمثیا کر کے

بات وہ کیا ہے ذرا ہم بھی تو جانیں واعظ  
لوگ اٹھے ہیں تری بزم سے توبہ کر کے

پھر کسی سے بھی مجھے کوئی شکایت نہ رہی  
میں نے جب دیکھ لیا خود پر بھروسہ کر کے





اور کیا ہے خود آگھی یعنی  
ایک بے ربط سلسلہ ہی تو ہے  
زندگی خوف ہی میں کیوں گزرے؟  
وہ خدا ہے مگر خدا ہی تو ہے  
جون صاحب نے سچ کہا جواد  
شاعری خون تھوکنا ہی تو ہے



روح تک تو آچکی ہے پھیل کر یہ تیرگی  
پھر بھی لگتا ہے کہ جیسے اور پھیلے گی ابھی  
اور بھی دل بیٹھ جاتا ہے مرا یہ سوچ کر  
ہم پہ جو گزری ہے وہ کس کس پہ گزرے گی ابھی  
اس لیے کوئی توجہ ہی نہیں دیتا اسے  
وقت کی آواز جیسے ڈوب جائے گی ابھی



اک مسیحا دل میں اتر، میری تہائی گئی  
جب سے تہائی گئی ہے، بزم آرائی گئی

زیست کی دونوں ہی تصویریں قیامت خیز تھیں  
ایک میں نے خود تراشی، ایک دکھلائی گئی  
یوں ترجم کی نگہ سے میری نادانی نہ دیکھے!  
مجھ کو نادانی کا سودا تھا، سو دانائی گئی

اداسی حد سے بڑھتی جا رہی ہے  
کہیں مرہی نہ جاؤں اس گھنٹن میں

وصالی یار کا احساس، مالک!  
میسر ہو مجھے دیوانے پن میں

مہک آتی ہے اس سے رفتگاں کی  
یہ خوبی کم نہیں طرز کہن میں

## قطعات

○

کچھ نہ ہونے کی اک خلش کے سوا  
اور کچھ بھی نہیں ہے میرے پاس  
میں ہی کچھ دور ہو گیا خود سے  
وہ تو اب بھی وہیں ہے، میرے پاس

○

کوئی اتنا حسیں بھی ہوتا ہے؟  
اسی حرمت سے بر سر پیکار  
رات انھ انھ کے میں نے دیکھی ہے  
اُس کی تصویر کوئی دو سو بار

## نیچاں دی اشنای

کتاب لکھی گئی اور انتساب ہوا  
ہمارے شہر کے سب سے رذیل شخص کے نام  
کتاب جس نے لکھی خود وہ کون ہے جانے  
وہ کیسی راہ پہ چلتا ہے کچھ نہیں معلوم  
نہیں خبر کہ ہے کن نظریات کا حامل  
مگر کتاب چھپی ہے نئی نئی اُس کی  
اور انتساب کیا ہے رذیل شخص کے نام  
نجانے کتنے سوالات گھرے رنج کے ساتھ  
اُٹھے ہیں جن کے جوابات میرے پاس نہیں



یعنی یہ ہے مری وفا کا صلہ؟  
مجھ سے کہتے ہو، تم جیونہ مرو؟  
یوں بھی دُنیا میں کون ہے میرا  
تم جو کرنے پر آگئے ہو، کرو!!



گو سانحہ وہ چشمِ تصور کا تھا مگر  
پہلے بھی ایک بار تجھے کھو چکا ہوں میں  
تیرے سلوک پر مجھے اب کوئی غم نہیں  
یہ بات وہ ہے جس پر بہت رو چکا ہوں میں



فکرِ روزِ جزا کی بات نہ کر  
حقِ صبر و رضا کی بات نہ کر  
میں بہت غمزدہ ہوں پہلے ہی  
میرے آگے خدا کی بات نہ کر



سوپ کر مجھ کو الجھنیں اپنی  
فکر و غم کو تو ٹال رکھا کر  
میں نے مشکل سے تجھ کو پایا ہے  
اب تو اپنا خیال رکھا کر



کیا کوئی دھیان میں آیا؟ نہیں! کوئی بھی نہیں!!  
کوئی آہٹ؟ کوئی سایا؟ نہیں! کوئی بھی نہیں!!  
زندگی !! میری تو بات اور ہے لیکن تو بول  
کیا تجھے بھی کوئی بھایا؟ نہیں!! کوئی بھی نہیں!!



جائ فشانی کا لطف آ جائے  
اس جوانی کا لطف آ جائے  
موت آئے جوتیرے قدموں میں  
زندگانی کا لطف آ جائے



خلش یہ ہے کہ میسر کا دھیان کیوں نہ رہا  
جو دسرس میں نہیں تھا وہ پالیا میں نے  
مری اک آدھ خرابی سے کیا اٹھا پردا  
خراب ہونے کا پھر حق ادا کیا میں نے



ہم نے کیا کچھ سہانہ تیرے لیے  
ہم نے کیا کچھ کیا نہ اپنے تیئیں  
پھر بھی تیرے گلے نہ ختم ہوئے  
پھر بھی تیری شکایتیں نہ گئیں



سلگتار رہتا ہوں اُس کی ادائی میں یکسان  
وہ پاس ہو کہ نہ ہو، انتظار رہتا ہے  
ہزار بار اُسے دیکھ کر بھی جی نہ بھرے  
لگے کہ جیسے ابھی ایک بار رہتا ہے



کہوں کیسے کہ اکثر یاد آتا ہے  
مجھے تو وہ برابر یاد آتا ہے  
میں کچھ جلتے دیوں کو چھوڑ آیا تھا  
ہوا چلتی ہے تو گھر یاد آتا ہے



تیرے وہم و گماں سے باہر ہے  
درد میرا بیان سے باہر ہے  
ایک لمحہ نظر میں یوں ٹھہرا  
جیسے حدِ زمال سے باہر ہے



جونہ ہو، وہ بھی دیکھ لیتے ہو  
تمہیں کتنا دکھائی دیتا ہے  
وہی کُل کائنات ہے اُس کی  
جس کو جتنا دکھائی دیتا ہے



اُس کی آنکھوں میں گھشتی ہے مری پینائی  
جب سے ظالم کو بتایا ہے کہ ظلمت کیا ہے  
کیا مصیبت ہے کہ ہم لوگ مصیبت میں ہیں  
اور معلوم نہیں ہے کہ مصیبت کیا ہے

مرے نصیب میں کیونکر خوشی نہیں آئی  
یہ بات میری سمجھ میں کبھی نہیں آئی  
یہ غم نہیں کہ مجھے زندگی سے دور کیا  
یہ رنج ہے کہ ترے ہاتھ بھی نہیں آئی



تیرے ہوتے کیا یہ کم ہے  
حیرت کا سامان بہم ہے  
تجھ جیسوں کو مل جاتی ہے  
دُنیا کا تو یہ عالم ہے



کہاں کہاں نہیں احساس تیرے ہونے کا  
میں کیا بتاؤں کمی ہے کہاں کہاں تیری  
کہاں کہاں تجھے کرتا رہوں نظر انداز  
کہاں کہاں سے مٹاؤں نشانیاں تیری

اک زمانہ ہے جو بیزار ہے خود سے جواد  
ہم اکیلے ہی نہیں رہتے ہیں اکتائے ہوئے

یہ اور بات کہ ہم کو قبول ہوتے ہیں  
ترے اصول بڑے بے اصول ہوتے ہیں

نکل بھی سکتی ہے تجدیدِ عہد کی صورت  
سو ایک ربط سا قائم رہے تو بہتر ہے

حق بجانب تھے وہ بھی اپنی جگہ  
ہم بھی اپنے تیس غلط نہیں تھے

ہم ایسے لوگ کسی ذیل میں نہیں آتے  
کہ نامراد ہوئے ہیں نہ سُرخرو اب تک

محبتون کے کسی سلسلے میں رہتے ہیں  
اُسے کہو کہ میاں رابطے میں رہتے ہیں  
ہم نہیں آئیں گے آئندہ تری محفل میں  
منہ اٹھائے چلا آتا ہے جسے بھی دیکھو

### متفرق اشعار

اپنے سامان کو باندھے ہوئے اس سوچ میں ہوں  
جو کہیں کے نہیں رہتے وہ کہاں جاتے ہیں

کون سنتا ہے مری آہ و بکا، کون سنے  
یہ فقط شور ہے اور شور بھلا کون سنے

یار! تم نے وہ ہاتھ دیکھے ہیں؟  
جانے کل کس کے ہاتھ میں ہوں گے

ترے بدن کی غزل سے مری متاعِ نجف  
میں ایک شعر چرا لوں اگر اجازت ہو

تم جو کہتے ہو دیکھ لی دُنیا  
اس کو ہنتے ہوئے بھی دیکھا ہے؟

بھرم خدا ہی رکھے اب سفید پوشی کا  
نئے لباس کا رنگ اُڑ گیا ہے دھونے سے

عیدِ اچھی گزر گئی لیکن  
بات لیکن پہ ختم ہوتی ہے